© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

چونکہ اسلام دین فطرت ہے۔ اس بنا پر اُسکا نظام اتنا جامع و مکمل ہے اور اس میں ایسی جاذبیت ہے کہ دنیا کی کوئی قوم سچی تڑپ اور حقیقی جذبۂ جستجو کے ساتھ جب کبھی کسی صالح اور جامع نظام کی تلاش میں نکلیگی تو اُسکا قرعۂ انتخاب اسلامی نظام کے حق میں ہی پڑیگا۔ ضرورت صرف دو چیزوں کی ہے ایک یہ کہ کج نظری اور تعصب کے غلیظ حجابات حائل نہ ہوں اور دوسری ضرورت یہ ہے کہ کوئی جماعت اس نظام کے حقیقی خط و خال، اور اس کے رخِ تاباں کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر سکے۔ ایک مرتبہ مولانا سید سلیمان ندوی نے ندوۃ العلماء کے جلسہ منعقدہ امرتسر کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ مولانا شبلی مرحوم کی کتاب الفاروق سے جب نوجوان ترکوں کا تعارف ہوا، تو اُن کے بعض ذمہ دار لوگوں نے برملا اعتراف کیا کہ اگر ترکی کے انقلاب سے پہلے یہ کتاب ہم لوگوں میں متعارف ہو چکی ہوتی تو یقیناً ترکی میں کبھی وہ الحاد و زندقہ نہیں پھیل سکتا تھا جو آجکل پایا جاتا ہے۔

اسی طرح مولانا عبید اللہ سندھی نے قیام روس کے زمانہ میں اسلام کے اقتصادی و اجتماعی نظام پر روس کے انقلابی نوجوانوں سے گفتگو کی تو یہ لوگ اس سے بہت متاثر ہوئے اور انھیں حیرت ہوئی کہ کیا کوئی قدیم مذہب بھی ایسا معاشی نظام رکھ سکتا ہے جو اس زمانہ کی کشمکش سرمایہ دار و مزدور کا کامیاب حل پیش کر کے سوسائٹی کو انسانیت کُش اعمال و افعال سے نجات دلادے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم کس طرح اسلامی نظام کو مغربی اقوام تک پہنچا سکتے ہیں اور اس کیلئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئے؟ اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات جو نہایت ضروری اور اہم ہے وہ یہ ہے کہ ڈیڑھ سو سال سے زیادہ کی غلامی کے باعث مسلمانوں میں جو ایک عام احساسِ کمتری اور جمود و تعطلِ ذہنی پیدا ہو گیا ہے اس کو ختم کیا جائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی ہم اس بات کا قلبی اذعان و یقین پیدا کریں کہ ہم صرف اسلئے مسلمان نہیں ہیں کہ کسی مسلمان گھرانہ میں پیدا ہوئے ہیں اور نماز روزہ کر لینا ہمارے مقتضیاتِ اسلام کی تکمیل کر دیتا ہے بلکہ ہم درحقیقت ایک ایسی جماعت ہیں جس کی زندگی کا نصب العین باطل کی طاقتوں کو کچل کر حق کا کلمہ بلند کرنا اور ناانصافیوں اور ظلم وستم کو مٹا کر دنیا میں عدل و انصاف اور حق پرستی و خداترسی کا پرچم لہرانا ہے۔ مسلمانوں میں ایک جماعت مخلص دیندار اور پابندِ شرع علمار کی ایسی ہونی چاہئے جو اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ عام مسلمانوں میں ذہنی بیداری پیدا کر کے ان کو "خودی" کی تعلیم دے اور اپنی عظمتِ رفتہ کو واپس حاصل کر لینے کا جذبۂ کامل ان میں پیدا کر دے اس جماعت کا کام صرف ہندوستان تک محدود ہوگا۔

ساتھ ہی ایک دوسری جماعت وسیع النظر اور بلند ہمت علما کی ایسی ہونی چاہئے جو ایک ساتھ مجتمع ہو کر پہلے موجودہ اقوامِ مغرب کی نفسیات کا جائزہ لیں، ان کا اصل مرض معلوم کریں اور پھر ان سب چیزوں کے پیشِ نظر اسلام کا نظام ایک ایسے طریقے پر مرتب کریں کہ اس میں موجودہ اجتماعی مشکلات کا کامیاب حل ہو۔ اس دوسری جماعت میں ایسے علمار شامل ہونے چاہئیں جو اسلامیات اور علوم جدیدہ دونوں کے ماہر ہوں اور جو پوری سرگرمی اور ایثار و فداکاری کے ساتھ کام بھی کر سکتے ہوں۔ اسلامی نظام کی جامع و مکمل ترتیب کے بعد دنیا کی مختلف علمی اور وسیع زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہونے چاہئیں اور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو اور یورپ کے ایک ایک مرد۔ اور ایک ایک عورت تک اس کی آواز پہنچے پھر صرف اس قدر ہی نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ایسے ہی علمار کی ایک جماعت یورپ کے مختلف ملکوں میں مبلغ کی حیثیت سے جائے اور وہاں وہ ہر اس ذریعہ کو کام میں لانے کی کوشش کرے جس سے اسلامی مشن کی تبلیغ میں مدد ملے۔ شہر شہر بلکہ دیہات بدیہات پُرزور تقریریں اور لکچر ہوں، اخبارات میں پے بہ پے مضامین شائع کئے جائیں بلکہ یورپ کے ہر بڑے شہر میں کم از کم اپنا ایک اخبار ہونا چاہئے جو اس جماعت کے آرگن کی حیثیت سے جاری رہے اس کے علاوہ وہاں کی سوشل اور پولیٹیکل سوسائٹیوں میں عمل دخل پیدا کیا جائے اور ان سوسائٹی سے ارتباط و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختلاط پیدا کرکے ان کی ذہنیتوں کو سنوارنے اور ان کے افکار و نظریات کو بدلکر انہیں اسلامی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔ پھر اس پر ہی بس نہ ہونی چاہیئے بلکہ ہر ملک کی برسر اقتدار سیاسی پارٹی سے مل جل کر اور اس میں جہاں تک ہو سکے اپنا نفوذ و اثر پیدا کرکے اسلامی طرزِ فکر پر اس کی اصلاح کی سعی کرنی چاہیئے۔

مردوں کے ساتھ ایسی ہی مسلمان عورتیں بھی کافی تعداد میں ہونی چاہیئے تاکہ وہ مردوں کی طرح اپنے حلقۂ عمل میں کام کریں اور اس طرح ایک عالمگیر اسلامی انقلاب کی بنیاد رکھیں۔ عورتوں کا ایک خاص وصف یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ خود بہت جلد متاثر ہوتی ہیں اور دوسری جانب مردوں کو اپنے سے جلد متاثر کر دیتی ہیں۔

لیکن اس موقع پر یہ سمجھ لیجئے کہ اگر آپ دنیا کو نظامِ اسلامی کے قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں تو پہلے ضروری ہے کہ آپ خود اس نظام کا ایک اعلیٰ نمونہ بن کر دنیا کے سامنے آئیں۔ علم میں۔ عمل میں۔ اخلاق و عادات میں۔ معاملات و خصومات میں آپ کی سوسائٹی ایک انسانی آئیڈیل سوسائٹی ہونی چاہیئے اگر آپ خود اس پر عمل پیرا نہیں ہیں تو دوسروں پر آپ کی دعوت کا کیا خاک اثر ہو سکتا ہے؟ پس تین سوالات ہیں جن پر ہر شخص کو بار بار غور کرنا چاہیئے۔

(۱) وہ مسلمان کیوں ہے؟ اور اسلام کو ہی حق کیوں سمجھتا ہے؟

(۲) مسلمان کی زندگی کا نصب العین کیا ہے؟ کیا اس نصب العین کو سامنے رکھے بغیر کسی مسلمان کی زندگی حقیقی اسلامی زندگی ہو سکتی ہے؟

(۳) وہ نصب العین کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟ اب تک اس نے اس کے لئے کیا کچھ کیا ہے؟ اور اب اسے کیا کرنا چاہیئے؟

© rasailojaraid.com